پیروی کوئی نکرے۔ اگر یہی غرض ہے تو بیشک آپ الزام سوم سے بری ہیں۔ آپ اس غرض کا اظہار بذریعہ اشتہار کریں گے تو ہم آپکو اس الزام سوم سے بری کرینگے۔

ثبوت الزام چہارم

اس الزام سے انکار تو چکڑالوی کی کمال درجہ کی جرارت و بہادری ہے حدیث نبوی کو وحی الٰہی اور خدا کی طرف سے منزل (اتاری گئی) ہونے سے خارج کرکے اسکے مطابق کسی مسئلہ دین حکم کرنے والے شخص کو بلا استثنار صحابہ و تابعین ائمہ مجتہدین و محدثین وغیرہ سلف صالحین اپنے صفحہ ۲۴ سطر ۱۸ میں کافر ظالم و فاسق کہدیا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت آپ کی ۳۰۰ میں نقل ہوئی ہے۔ اور یہ بات نہ آپ پر مخفی ہے نہ کسی اور اہل علم و اسلام پر مخفی کہ تمام صحابہ تمام تابعین محدثین تمام مجتہدین اور جملہ سلف صالحین حدیث نبوی کے مطابق ہر ایک مسئلہ میں جو بخبر حدیث کہیں نہ ملا ہو حکم کرتے چلے آئے ہیں اس سے اسکے سوا اور کیا نتیجہ قطعی نکل سکتا ہے کہ وہ سب کے سب آپکے نزدیک کافر ظالم فاسق ہیں۔ اور اگر اس حکم تکفیر سے صحابہ و تابعین سلف صالحین آپکے اعتقاد و خیال میں (جسکو آپ اپنے قلم و زبان پر نہیں لائے بلکہ مجالس عام میں اسکے برخلاف انکو کافر کہتے ہیں) مستثنےٰ ہیں تو آپ اسکا اظہار بذریعہ تحریر و اشتہار کریں ہم بڑی خوشی سے اس الزام سے آپکو بری کرینگے۔ اور اعلان عام کردینگے۔ کہ آپنے حدیث پر عمل کرنیوالے صحابہ و تابعین سلف صالحین مجتہدین و محدثین کو کافر کہنے سے رجوع فرمایا ہے الزامات اربعہ کے بشہادت ثابت ہوجانے سے فتوے تکفیر کی تائید پوری ہوگئی اور اس تائید سے یہ بات ثبوت کو پہنچے کہ وہ فتوے تکفیر و تبدیع جو چکڑالوی پر علمار وقت نے لگایا ہے۔ وہ اسپر اتمام حجت ہونے کے علاوہ ایک واقعات ثابتہ کی شہادت پر مناسب اور منصفانہ حکم ہے۔ والحمد۔

خاتمہ مضمون

اس مضمون اتمام حجت میں چکڑالوی کی ان عذرات کا جو جوابات اور دلائل فتوے کے مقابلہ میں اسنے پیش کئے ہیں۔ یا ان آیات قرآنی کا جو اپنے انکار کی تائید و ثبوت میں اسنے پیش کی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

جواب دینا کچھ ضروری نہ تھا - کیونکہ فتوے دینے والے اپنے فتوے میں اُن دلائل کو جن کے حکم کی وہ فتوے دینے میں پیش نظر رکھتے ہیں - اور اس شخص کے (جسکے حقمیں فتوے دیا جاتا ہے) غلط داہیہ وجوہات باطلہ کو ہرگز نہیں سنتے جیسا کہ حاکم مجسٹریٹ و سیشن جج بدمعاش مجرم و ملزم پر اپنے قانون کی ہدایت و شہادت سے حکم سزا قید یا پھانسی لگا دیتے ہیں - اور وہ ملزم کی یکطرفہ ہرگز نہیں سنتے وہ بولتا رہ جاتا بلکہ گالیاں دیتا ہی رہتا ہے کہ حاکم اسکو پھانسی یا قید کا حکم سنا دیتے ہیں - کیونکہ فتوے و حکم حاکم کوئی بحث و مناظرہ نہیں ہوتا - کہ اسمیں جواب اور جواب الجواب کا سلسلہ جاری رہے - بلکہ وہ ایک فیصلہ ہوتا ہے - جسکا اجراء مفتی و حاکم کے وقت اختیار میں ہوتا ہے لہذا ہم پر کوئی حق لازم نہ تھا کہ ہم ان عذرات کا جواب دیتے یا آیات قرآن سے چکڑالوی کے استدلالات کو رد کرتے - تاہم اس خاتمہ میں دو غرض سے ہم ان عذرات کا جواب و استدلالات کا رد قلم میں لاتے ہیں - **اول** یہ کہ جو اہل اسلام حدیث نبوی کو واجب الاتباع جانتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چکڑالوی کی طرح ندکوری تحصیل یا چٹھی رسان ڈاک خانہ نہیں جانتے - بلکہ آپکا منصب تشریع احکام حلال و حرام مانتے ہیں اور آپکو خدا کی طرف سے حاکم اور قرآن مجید کا شارع و خادم یقین کرتے ہیں وہ اس اعتقاد میں اور بھی پختہ ہو جائیں - اور ملحدین اور منکرین حدیث کے دانت توڑنے کے لئے انکے ہاتھ میں اور بھی مضبوط ہتھیار آجاویں - غرض **دوم** یہ ہے کہ پیروان چکڑالوی سے جو ناواقف مگر خدا ترس ہیں اور وہ دھوکہ میں آکر اسکے دام میں پھنس گئے ہیں اور انکو چکڑالوی کی طرح ضد و عناد نہیں ہے - وہ ہمارے جوابات کو پڑھکر واقف کار ہو کر راہ راست پر آجاویں اور چکڑالوی کے دام تزویر سے نجات پاویں ہمارے اس جواب خطاب میں چکڑالوی اور اسکے ضدی پیرو ہرگز مخاطب نہیں ہیں - اور نہ ہم انکو لائق خطاب جانتے ہیں - یہ بات ہم رسالہ نمبر ۷ جلد ۱۹ کے صفحہ ۲۰۲ میں بھی کہہ چکے ہیں اور چکڑالوی اور اسکے غالی و ضدی اتباع کو ہم خطاب سے علیحدہ کر چکے ہیں وہ لوگ ہمارے خیال میں (واللہ حسیبہم) معاندین (ضد سے عمداً حق کا خلاف کرنے والے) اور آیت وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلماً و علوا

کے مصداق ہین، ہمارے جواب کو دیکھکر انکی دال نہ ٹپک پڑے اور وہ جواب الجواب کی تکلیف نہ اٹھاوین۔

فاقول ومن اللہ التوفیق وبہ الثقہ وھو خیر رفیق

امر اول سے انکار کی وجہ کے ثبوت مین اسنے چند آیات متعذر کیطرح پیش کی ہین۔ از انجملہ پہلی اور دوسری اور آٹھوین آیت کا یہ مضمون ہے۔ کہ قرآن کی مثل بنانے پر کوئی قادر نہوگا اس سے چکڑالوی نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ وحی الٰہی وہی ہوتی ہے۔ جسکی مثل بنائی نہ جاسکے اور کہا ہے کہ چونکہ حدیث کی مثل لاکھون حدیثین وضعی بن چکی ہین۔ اسلئے وہ وحی الٰہی نہین ہے۔

الجواب

چکڑالوی نے اس نتیجہ نکالنے مین صریح جھوٹ بولا ہے۔ اور مسلمانون کو دھوکہ دیا ہے۔ ان آیات مین تو خاصکر قرآن مجید کی نسبت یہ دعوے کیا گیا ہے۔ کہ اسکی مثل و نظیر بنائی نہین جاسکتی مطلق اور عام وحی الٰہی کی نسبت یہ دعوے نہین ہے تاکہ حدیث کو بھی شامل ہو اور نہ ہی اہل اسلام سے کسی کا یہ دعوے اور اعتقاد ہے۔ ان کے اعتقاد مین الفاظ حدیث آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ مین (جو کلام بشر ہے) وحی خفی صرف انکے معانی کی ہوتی ہے۔ اہل اسلام جو حدیث کو وحی غیر متلو کہتے ہین تو اسکی ایک وجہ یہی ہے کہ انکے اعتقاد مین جبرائیل امین الفاظ حدیث خدا تعالیٰ کیطرف سے نہین لائے۔ اور وہ الفاظ قرآن مجید کی مانند پڑھکر نہین سنائے گئے۔ مضامین حدیث خدا تعالیٰ کی طرف سے ہین جو بواسطہ وحی خفی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچے ہین انکے الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے الفاظ ہین دوسری وجہ یہ کہ الفاظ حدیث کی قرآن مجید کی مانند تلاوت مقصود و مطلب شارع نہین۔ اور اسکے حرف حرف پر دس دس نیکیون کی اجر کا وعدہ نہین دیا گیا۔ جو تلاوت قرآن کے حرف حرف پر دیا گیا ہے پس جبکہ اہل اسلام کے اعتقاد مین الفاظ حدیث خدا تعالیٰ کیطرف سے نہین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے الفاظ ہین۔ تو پھر اگر الفاظ حدیث کی مانند کسی نے الفاظ بنالئے

تو کیا ہوا معانی احادیث نبویہ (جو جوامع الکلم ہین اور مخزن اسرار و حکم) تو ایسی نہی مثل ہین کہ کوئی بشر انسانی طاقت سے اسکے مثل بنا کر پیش کرنے پر قادر نہین جو حکمتین اور اسرار معنوی احادیث صحیحہ نبویہ مین پائی جاتی ہین انکی نظیر و مثل موضوع حدیثون مین یا اور کلام بشر مین چکڑالوی یا کوئی اور بتاوے تو جو انعام چاہے پاوے۔

اور اگر تحقیق حق پوچھو اور تہہ کی بات سننا چاہو تو قرآن مجید کی مثل بنانے پر کسی بشر کے قادر نہونے کی بڑی بہاری وجہ قرآن مجید کی یہی حکمتین و اسرار معنوی ہین۔ مجرد الفاظ عربی کی تک بندی تو مسیلمہ کذاب نے بھی کر دکھائی تھی۔ جسکی زٹلیات مشہور ہین الفیل ما الفیل لہ خرطوم و ذنب طویل۔ والزارعات زرعًا والطاحنات طحنًا فالخابزات خبزًا۔ والنساء ذات الفروج الخ۔ الم تر الی الجبلی الخ وغیرہ یہ زٹلیات اسی وجہ سے مثل قرآن تسلیم نہین ہوئے کہ وہ حکم اسرار معنوی سے عاری ہین اور اس واہی شعر کے مشابہ ہین جنمین عبث باتین بیان ہوئی ہین ؎ دندانت جملہ در دہانند۔ چشمان تو زیر ابروان نند۔

اس زمانہ کے مسیلمہ ثانی مرزا غلام احمد قادیانی کی عربی تک بندی نظم و نثر بھی اسی قسم سے ہے۔ اور علاوہ بران اسکے الفاظ[1] بھی غریب قلیل الاستعمال کریہ اور محاورے وصلی غلط اور اشعار[2] قواعد عروض کے مخالف ہین اسیوجہ سے علماء وقت اس عربی کو توجہ کی نگاہ سے نہین دیکھتے۔ بلکہ لاشئے محض اور کان لم یکن سمجھتے ہین اور جب یہ زٹلیات حکم و اسرار سے خالی ہونے کی وجہ سے مثل قرآن نہین سمجھی گئی تو موضوع حدیثین الباذنجان لما اکل لہ یعنے بیگن جس غرض کے واسطے کھائین اسی غرض کو مفید ہوتے ہین۔ و امثال ذلک کیونکر احادیث صحیحہ نبویہ کی مثل متصور و مسلم ہونگی۔ اور ان زٹلیات سے کیونکر ثابت ہوگا کہ حدیث نبوی وحی الٰہی نہین ہے۔

ازان جملہ تیسری۔ چوتھی۔ پانچوین اور چھٹی۔ آیت کا یہ مضمون ہے کہ قرآن

---

[1] اشاعۃ السنہ ۱۵۔ جلد ۱۰ صفحہ ۱۰ آخری نمبر ۱۲ ملاحظہ ہو۔ تفسیر کبیر صفحہ ۶۳ جلد ۵ صفحہ ۳۹۹ جلد ۴ صفحہ ۳۹۹

[2] مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا رسالہ الہامات مرزا صفحہ ۷۶ لغایت ۸۰ ملاحظہ ہو +

مجید خدا کی طرف سے وحی ہے۔ جسکے پہنچانے اور اُس کے ذریعہ سے لوگوں کو ڈرانے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مامور تھے۔ اِن آیات سے چکڑالوی نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حدیث نبوی وحی نہیں ہے۔

الجواب

یہ نتیجہ صرف چکڑالوی کی دروغ گوئی اور دھوکہ دہی کا نتیجہ ہے۔ بے شک اِن آیات میں قرآن کو وحی کہا گیا ہے۔ اور اِس قرآن پہنچانے اور اُس کے ذریعہ ڈرانے کا حکم ہوا ہے۔ مگر اِن میں یہ حکم یا ارشاد نہیں ہوا کہ بجز قرآن آنحضرت صلعم پر اور وحی نہیں ہوئی۔ اور نہ یہ ارشاد ہے کہ بجز قرآن اور وحی سے آپ انذار و ابلاغ کے مامور نہیں۔ اِن آیات میں ایسا کوئی لفظ نہیں جو وحی کو قرآن میں محصور کرے۔ اور حدیث کے وحی ہونے کی نفی کرے۔

بلکہ آیت نجم۔ اِنَّمَا اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ تو بالفاظہا حدیث کو شامل ہے۔ کیونکہ حدیث بھی تمام اہل اسلام کے نزدیک وحی خفی ہے نہ غیر وحی۔ اہل اسلام کی بات چکڑالوی نہ مانے وہ اپنی کلام و تفسیر کی طرف رجوع کرے۔ اس میں اس نے صاف اقرار و تسلیم کیا ہے کہ حدیث صحیح نبوی بھی وحی الٰہی ہے۔ چنانچہ اصل عبارت تفسیر چکڑالوی عقرب ۳۳ میں منقول ہوگی۔ پھر اس مقام میں چکڑالوی کا حدیث نبوی کو وحی الٰہی سے خارج کرنا دروغگوئی اور دھوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے۔

از انجملہ ساتویں آیت کا مضمون یہ ہے۔ کہ جو شخص خدا کی طرف سے منزل (نازل شدہ) چیز کے مطابق حکم نہ کرے۔ وہ کافر۔ ظالم۔ فاسق ہے۔ اس آیت سے چکڑالوی نے دین و دنیا کی شرم اٹھا کر یہ نتیجہ نکال لیا ہے۔ کہ حدیث خدا کی طرف سے نازل شدہ نہیں۔

الجواب

یہ بھی چکڑالوی کی دروغگوئی اور دھوکہ دہی کا نتیجہ ہے۔ اِس آیت میں تو صریح

یہ لفظ موجود ہے۔ کہ حدیث خدا نے نہیں اُتاری۔ نر اس مضمون کا کوئی اور لفظ یا اشارہ ہے۔ چکڑالوی کتاب اللہ قرآن سے ہنسی کر رہا ہے۔ اور دین سے کھیل رہا ہے کہ جن چیزوں کا قرآن میں نام و نشان ذکر و اشارہ بھی نہیں۔ قرآن سے اُنکے ثبوت کا مدعی ہے۔ جیسے ڈاہڑی مونڈنے والے بھنگ پینے والے فقیر آیت لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ سے ڈاہڑی مونڈوانا اور کلّا صاف کرانا۔ اور آیت مُطَہَّرَۃٌ فِیْھَا کُتُبٌ قیمہ سے بھنگ کھونے کا ثبوت ثابت کرتے ہیں۔ ان ہی کی بھائی یہ پنجابی مردہ شو ملا ہوا وہ مردہ کو غسل دے چکا تو بولا پیاز لاؤ اسکے منہ میں ڈالا جاوے گا۔ کسی نے وجہ پوچھی تو بولا کہ التحیات میں والصلوات نہیں پڑھا۔ وہاں یہی حکم ہے کہ وسل (جو پنجابی میں پیاز کو کہتے ہیں) وات (جو پنجابی میں منہ کو کہتے ہیں) میں ڈالو۔

ان جہلا میں اور چکڑالوی میں فرق ہے تو صرف یہی ہے۔ کہ وہ لوگ قرآن کے عربی الفاظ کو پنجابی بنا کر اس سے اپنا مدعا نکالتے ہیں۔ چکڑالوی اس امر کی پروا نہیں کرتا کہ میرے لفظ کا ہم آواز لفظ اردو یا پنجابی یا اس لفظ کے ملتے یا مفہوم ہی قرآن میں موجود ہو۔ واہ رے چکڑالوی تو نے اُن جاہلوں کے بھی کان کاٹے۔

اسکے پیرو بھی ایسے عقل کے اندھے ہیں کہ وہ اُس سے اتنا نہیں پوچھتے کہ اس آیت میں وہ لفظ یا اسکے معنے کہاں ہیں جس سے تم نکالتے ہو کہ حدیث خدا کیطرف نازل شدہ نہیں ہے۔ طرفہ یہ کہ وہ اپنی سابق کلام تفسیر میں صاف بیان کر چکا ہے۔ کہ حدیث خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے اور ما انزل اللہ میں داخل ہے۔ اس کی تفسیر کی اصل عبارت ص ۳۳۲ میں منقول ہو گی انشاء اللہ۔

امر دوم سے انکار کے ثبوت میں چکڑالوی نے گیارہ آیات قرآن پیش کی ہیں جن میں صرف یہ مضمون ہے کہ قرآن تفصیل و مفصل ہے۔ پھر اس سے یہ احمقانہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ پھر تفصیل احکام قرآن کے لئے حدیث یا وحی خفی کی کیا ضرورت ہے

الجواب

یہ نتیجہ بہی چکڑالوی کی دروغگوئی دہوکہ دہی اور اس سے علاوہ پرلے سرے کی بے شرمی کا نتیجہ ہے۔ **یہی دعوے** (جو اُس نتیجہ میں ہے) اس نے اپنے اشتہار تائید القرآن میں کہا تھا اسی دعوے کے متعلق اس سے مباحثہ میں پہلا سوال ہوا تھا (جو صفحہ ۱۴۶ نمبر ۵ جلد ۱۹ میں منقول ہے) کہ قرآن شریف میں تمام احکام شرعیہ کی مفصل و مشرح ہونے سے کیا مراد ہے۔ اس سوال کے جواب میں چکڑالوی نے مباحثہ میں کسی مطلب و مراد کا اظہار نہ کیا اور اسی دعوے کا اعادہ کر دیا (جو اسی نمبر کے صفحہ ۱۴۷ میں منقول ہے) تو پہر **مجبوری** ہمنے دوبارہ وہی **سوال** اس تشریح کے ساتھ پیش کیا (جو اس نمبر کے صفحہ ۱۴۹ میں منقول ہے) کہ اگر احکام اسلام کی تشریح و تفصیل قرآن میں موجود ہے۔ تو آپ زیادہ تکلیف نہ اٹہاوین صرف یہ بیان کر دیں کہ نماز کی کیفیت و ترتیب ارکان و اذکار کہ پہلے تکبیر ہو پہر ثنا پہر سورت فاتحہ پہر رکوع پہر قومہ اور سمع اللہ لمن حمدہ پہر سجود الخ اور زکوۃ کی مقدار نصاب بتا دین اس کا جواب نہ اُس نے رسالہ اشاعۃ القرآن میں دیا اور نہ رسالہ نماز جدید میں (جسکو وہ شائع کر چکا ہے) کچھ دیا۔ اور بجائے تمثیل تفصیل پہر **اسی دعوے کا اعادہ کیا** اور اُس کی تائید میں ان ہی آیات کو انمیں چند آیات اسی مضمون کی اور ملا کر پیش کر دیا۔ اور ان سے وہی نتیجہ جس کا پہلے روز اسکو دعوے تہا نکالکر سہ بارہ اس رسالہ میں درج کیا۔ یہ **کمال درجہ کی بے شرمی بے غیرتی** نہیں تو دنیا میں بے شرمی کس کا نام ہے۔ اور بے غیرتی کس کو کہتے ہیں۔ چکڑالوی پر تو کوئی افسوس نہیں۔ جو نیا مذہب اُس نے ایجاد کیا ہے اس کا یہی لازمہ ہے۔ مگر افسوس ان لوگوں پر ہے۔ جو اہلحدیث کہلا کر اُسکے پیرو ہو گئے ہیں۔ وہ اس سے اتنا بہی نہیں پوچہتے کہ قرآن میں احکام اسلام نماز روزہ مفصل و مشرح طور پر موجود ہیں تو اُن کی شرح و تفصیل قرآن سے نکالکر کیوں نہیں بتاتا۔ اور اس کو شائع کیوں نہیں کرتا۔ تو نے رسالہ نماز جو شائع کیا ہے۔ اس میں ایک لفظ ایک رکن کا قرآن کی کسی آیت سے ثابت نہیں کیا صرف یہ آرڈر و حکم (بلا دلیل جاری کر دیا ہے۔ کہ مثلاً بجائے اللہ اکبر (جو مسلمان آنحضرت صلعم کے حکم سے پڑہتے ہیں۔ تم وان اللہ ھو العلی الکبیر پڑہا کرو۔ اور رکوع و

سجود میں بجاے تسبیحات قرآن پڑہا کرو۔ وعلےٰ ہذا القیاس۔ اِن دنون دو پیروان چکڑالوی کو مینے خود اپنے پاس لاہور میں بلا کر کہا کہ جو نماز چکڑالوی نے آنحضرت صلعم کی سکہائی ہوئی نماز کے مقابلہ میں از خود گہڑ کر شائع کی ہے۔ اسکے اذکار و ارکان سے کسی ایک کا حکم بہی اُس نے قرآن کی کسی آیت سے ثابت نہیں کیا۔ وہ بولے کہ اسکے ثبوت میں وہ ایک طولانی رسالہ نماز شائع کرنیکو تیار ہے۔ میں نے کہا جس رسالہ طولانی کا تمکو وعدہ دیتا ہے۔ وہ خدا جانے کب شائع کریگا۔ تم اُس سے ایک ذکر یا رکن نماز کے حکم کا ثبوت قرآن سے لیکر آج ہی مجہے سناؤ وہ وعدہ کرکے چلے گئے اور ابتک اُن میں کوئی جواب لیکر واپس نہیں آیا۔ تیسرے اور شخص (چکڑالوی کے شاگرد طالب علم) کو میرے دوست حکیم احمد علیخان زبدۃ الحکماء لاہور میرے پاس لاے۔ اوس سے بہی یہی سوال کیا گیا کہ قرآن مجید کا مفصل و تفصیل ہونا اہل اسلام کے نزدیک اِن ہی معنے سے ہے۔ کہ بعض احکام کی تفصیل تو قرآن مجید میں ہو چکی ہے۔ اور بعض کی تفصیل حدیث شریف میں ہے۔ اور کہا گیا کہ جو شخص قرآن کے مفصل ہونے کی یہ معنے تسلیم نہ کرے۔ وہ جملہ احکام کی تفصیل قرآن ہی سے نکال دے۔ اگر وہ یہ تفصیل قرآن سے نکالیگا۔ تو اس کو ایک ایک دن قرآن چہوڑنا پڑیگا۔ اور وہ قرآن کو جہوٹا سمجھکر اپنے اسلام سے مرتد ہو جائیگا۔ میرے اس قول کی تصدیق اُس طالب شاگرد چکڑالوی نے اسی وقت اسی مجلس میں کر دی اور صاف یہ بات کہدی کہ اگر اذکار نماز کی تفصیل اور حکم کہ فلان ذکر فلاں محل میں چاہئے فلان ذکر فلاں محل میں قرآن مجید سے نہ نکلا جسکا وعدہ ہمکو چکڑالوی دے رہا ہے۔ اور طولانی رسالہ نماز میں وہ یہ وعدہ پورا نہ کرے گا۔ تو ہم نماز پڑہنا چہوڑ دینگے اور بجاے نماز صرف دعا کیا کرینگے۔ مینے کہا کہ بس یہی قرآن کو چہوڑنا ہے اور اسی کا نام مرتد ہونا ہے۔ اور یہی چکڑالوی کے مذہب ایجادی کا انجام اور علت غائی ہے۔

قرآن کی مفصل و مشرح ہونے کے معنے جو ہمنے بیان کئے ہیں۔ اسپر عام مسلمانون کا اتفاق ہے۔ اسلام کے حق ماننے والے۔ اور قرآن کو سچا جاننے والے ان معنے پر ایمان و یقین رکہیں۔

اور یہ بہی کہا گیا

اور اوسکی وجہ ثبوت سے سنیں۔ آسمانی کتابیں انسانی محاورہ کے مطابق نازل ہوئی ہیں توریت کو بہی قرآن مجید میں تفصیل کہا گیا ہے۔ وہ بہی اسی معنی سے صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ جو تفصیل توریت کی حضرت موسیٰ اور دیگر انبیائی کی وہ توریت ہی کی تفصیل ہے۔ اور یہ عام قاعدہ انسانی ہے جو ہر ملک و ہر زبان میں رائج ہے۔ کہ جو شخص کسی کا خط یا کوئی حکم یا پیغام دوسروں کو پہنچاتا ہے۔ اور خط کا راقم یا حاکم حکم یا پیغام دہندہ اس خط اور حکم اور پیغام میں اپنے فرستادہ کو اپنا معتمد و خلیفہ و مختار لکھدیتا ہے اسکو کل اختیار ہوتا ہے کہ وہ حسب مرضی فرستندہ اور اُس کی اجازت سے جو چاہی اس خط اور حکم اور پیغام کی تشریح و توضیح کرے وہ تشریح و توضیح اس خط و حکم و پیغام کی تفصیل متصور ہوتی ہے۔ لہذا اس تشریح و توضیح کی نظر سے راقم خط و حاکم حکم و فرستندہ پیغام اپنے خط و حکم و پیغام کی نسبت یہ کہہ سکتا ہی کہ ہمنے سب کچھ لکھدیا ہے۔ اور اس کہنے میں وہ جہوٹا نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ کا قرآن کو یا توریت کو مفصل و تفصیل کہنا بہی اس معنے اور اسی محاورہ کے مطابق ہے کہ جو تفصیل ہمارے رسولوں نے کی وہ ہماری تفصیل ہے اور وہ ہمنے خود کی ہے۔

ثم اتینا موسی الکتب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیء وھدی ورحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یومنون

لفظ کلشیء جو آیت تفصیل کل شی اور تبیانا لکل شیء میں وارد ہے وہ بہی اسی انسانی محاورہ کے مطابق بولا گیا ہے انسان منعم عموماً بولتے ہیں کہ ہمکو خدا نے سب کچھ دے رکہا ہے۔ جس سے ان کی مراد اکثر چیزیں ہوتی ہیں نہ تمام جہان کی ساری چیزیں۔ اور اکثر کو کل کہنا تمام انسانوں میں مروج و معمول ہے جسکی وجہ یہ قاعدہ کلیہ وللاکثر حکم الکل عربی میں بطور مثل مشہور ہے حالانکہ بعض چیزیں ایسی بہی دنیا میں ہوتی ہیں کہ اُنکے پاس نہیں ہوتیں۔ اور بایں ہمہ وہ اس قول میں جہوٹے نہیں سمجہے جاتے۔ اسی محاورہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تہا وَاُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یعنے ہمکو خدا کی طرف سے سب کچھ دیا گیا ہے۔ جسکو خدا تعالےٰ نے سورہ نمل کے دوسرے رکوع میں نقل فرمایا ہے۔ اور نبی کا قول کبھی جھوٹ نہیں ہوتا۔ حالانکہ اُسوقت تک تخت بلقیس اور ملک بلقیس اُنکے ہاتھ میں نہ آیا تھا۔ اور اسی محاورہ سے بلقیس کے حق میں ہدہد نے کہا تہا وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ

یعنے بلقیس کو سب کچھ دیا گیا ہے جسکو خدا تعالےٰ نے اسی رکوع میں نقل کیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کسی کی جھوٹی بات کو بغیر ردّ و انکار نقل کرنے سے پاک ہے۔ حالانکہ حضرت سلیمان کا ملک و تخت بلقیس کے پاس نہ تہا۔ اسی محاورہ کے مطابق قرآن کو ہر چیز کی تفصیل و بیان کہا گیا ہے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ اکثر حصہ دین کی تفصیل قرآن میں ہو چکی ہے۔ لہٰذا اُس حصہ تفصیل کی نظر سے قرآن کو تَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ کہنا صحیح ہو گیا۔ گو بعض احکام کی تفصیل قرآن میں نہیں ہے۔ اور وہ صرف حدیث نبوی میں پائی جاتی ہے۔ وہ تفصیل موجودہ حدیث بہی اسوجہ سے کہ آنحضرت خدا تعالےٰ کے نائب و خلیفہ ہیں۔ اور جو تفصیل احکام قرآن آپنے کی ہے وہ خدا تعالےٰ کی وحی و اجازت سے کی اور آپکے ساختہ پرداختہ کو خدا تعالےٰ نے اپنا ساختہ پرداختہ قرار دیا ہے۔ قرآن ہی میں داخل کہلاتی ہے۔ یہ دوسری وجہ پیدا ہو گئی جس کی نظر سے قرآن کو ہر چیز کی تفصیل کہنا صحیح ہو گیا۔

علماء اہل اسلام جانتے اور مانتے ہیں کہ قرآن کی علوم و تعلیمات کے پانچ[1] حصہ ہیں۔ اول علم توحید و صفات باری تعالےٰ عز شانہ دوسرا حصہ وعدہ وعید کہ جنت میں مومنوں کو یہ نعمتیں ملینگی اور کافروں کو دوزخ میں یہ دکہ پہنچینگے۔ تیسرا حصہ قصص و اخبار سابقہ و آیندہ کہ فرعون سے یہ ہوا اور قیامت سے پہلے پہلے یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ چوتہا حصہ امثال کہ کافروں مشرکوں کی مثال ایسی ہے مومنوں کی ایسی۔ پانچوان حصہ احکام۔ کہ نماز پڑہو۔ اور زنا مت کرو و علےٰ ہذا القیاس۔ ان علوم و تعلیمات کی پہلے چاروں حصوں کی تفصیل تو خود قرآن مجید میں ہو چکی ہے۔ حدیث میں اُن کی تفصیل ہوئی ہے تو وہ محض توضیح ہے۔ نہ ایسی تشریح کہ اگر وہ نہ ہوتی تو مطالب و مقاصد قرآن کسیکی سمجھ میں نہ آتے۔ رہا حصہ پنجم۔ اسمیں سے بہی جو عام اخلاق نیک و بد کے متعلق احکام ہیں مثلاً عدل و رحم اور احسان کرو اور بے حیائی۔ زنا۔ بغاوت سے بچو۔ سو اُنکی تفصیل بہی خود قرآن میں ہو چکی ہے۔ ہان بعض خاص اسلامی اصطلاح کے احکام مثلاً

[1] حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ملاحظہ ہو۔

نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو"۔ سو اس قسم کے احکام کی تفصیل و تشریح قرآن مجید میں نہیں ہے۔ یہ تشریح خدا تعالیٰ کے خلیفہ و نائب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔ اگر آنحضرت صلعم بیان نہ فرماتے کہ نمازیوں پڑھو اور اسکے ارکان یہ ہیں۔ اور زکوٰۃ اس مقدار نصاب پر واجب ہے اور وہ نقدی میں اس قدر ہے۔ اور حیوانات بکریوں۔ گائے۔ اونٹ میں اسقدر ہے تو ہم ان احکام کو نہ سمجھتے اور نہ عمل میں لا سکتے۔ لہٰذا قرآن کا مفصل اور تفصیل ہونا اس انسانی محاورہ کے رو سے جو اوپر بیان ہوا ہے۔ ان چاروں حصہ علوم قرآن اور اکثر حصہ احکام عام کی نظر سے بھی صحیح ہوا۔ اور بعض حصہ احکام اصطلاحی کو حدیث کی تفصیل و تشریح کی نظر سے بھی صحیح ہوا۔

قرآن کے مفصل ہونے کی نسبت جو یہ اعتقاد علماء اسلام نے بیان کیا ہے اس کی مصدقہ عبارات مفسرین صفحہ ۲۲۳ میں منقول ہونگی۔ ہمارے اس بیان کو پڑھکر امید ہے۔ چکڑالوی کے دام افتادہ ناواقف مگر نیک نیت راہ راست پر آجائینگے۔ اور قدیم مسلمان اسکے دام تزویر سے بچ جائینگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ **چکڑالوی نے اپر سنجم** کے ضمن میں جو اب آیت نمبر ۱۳ دست آویز فتوے جسپر غلطی سے نمبر ۱۴ لکھا گیا ہے) اپنے رسالہ کے صفحہ ۱ میں کہا ہے کہ رسول خدا تعالےٰ کا **ایسا وکیل** نہیں ہوتا جس کا ساختہ پرداختہ خدا کو منظور ہو۔ اور اسپر آیت وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ سے تمسک کیا ہے۔ اس کا جواب دندان شکن اُسی موقعہ پر دیا جائیگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

۱ **امر سوم** سے انکا۔ کی وجہ ثبوت چکڑالوی نے وہی آیات تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَتِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ اور تین اور آیتیں جن میں ارشاد ہے کہ قرآن میں ذرہ گذاشت نہیں ہوئی۔ اور وہ کافی کتاب ہے اور وہ ہر مثال پر مشتمل ہے پیش کی۔ اور اُنسے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن ایسا ہے تو پھر حدیث کی کیا حاجت ہے۔

الجواب

اسکا جواب بھی وہی ہے جو نتیجہ آیات وجہ انکار مردوم کا بھی جواب دیا گیا ہے کہ شرک قرآن

مفصل بیان ہے مگر اُسے معنے سے جو بیان ہوئے بیشک قرآن میں فروگذاشت نہیں ہوئی۔ اور وہ کافی ہے۔ مگر اُسی وجہ سے کہ اس کی کچھ تفصیل اس کی شرح حدیث میں پائی جاتی ہے۔ اور قرآن مجید کے ہر مثال پر مشتمل ہونے کو تو محل بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن کا حصہ امثال کو خود شرح کرنا تو ہم خود بیان کر آئے ہیں۔

امر چہارم کے متعلق جو چکڑالوی نے اعتقاد اہلحدیث میں از خود جہوٹ ملا دیا ہے اُسکے انکار سے تو اسپر کوئی الزام قائم نہیں کیا گیا اور جو اصل اعتقاد اہلحدیث اور تمام اہل اسلام کا ہے۔ کہ قرار داد صحابہ تابعین و سلف صالحین سبیل المؤمنین ہے جس کا وجوب اتباع وعید آیت وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ سے نکلتا ہے اس سے انکار کی کوئی وجہ بیان نہیں کی۔ صرف آیت وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ کا یہ جواب دیا ہے کہ المومنین میں الف۔ لام حرفی استغراقی صفاتی ہے (دیکہو مختصر معانی و مطول وغیرہ) لہذا المؤمنین کے معنے ہیں ایسے مومنین جو نہایت اعلےٰ درجہ کے ہوں اور وہ صرف رسول ہی ہیں

الجواب

اس جواب میں چکڑالوی نے سفید جہوٹ سے کام لیا ہے۔ اس الف لام کو حرفی استغراقی صفاتی نہ مختصر معانی میں کہا ہے نہ مطول میں نہ کسی اور علم کی کسی کتاب میں اور نہ مختصر معانی یا مطول یا کسی کتاب میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اس آیت میں مومنین سے نبی رسول مراد ہیں۔ چکڑالوی کو کچھ شرم و حیا ہے تو مطول یا مختصر معانی یا کسی اور کتاب کی عبارت نقل کرے جسمیں الف لام کو حرفی۔ صفاتی استغراقی کہکر یہ مسئلہ بیان کیا ہو۔ چکڑالوی خود بے علم ہے۔ اسکے پیروان سے ایک بہی اہل علم نہیں ہے وہ ان جاہلوں کو کتابوں کے نام سنا کے دام میں لاتا ہے۔ اور جہوٹی باتیں کہکر انکو اپنا مرید بناتا ہے۔ مطول اور مختصر تو اُس نے کبہی آنکھ سے بہی دیکہی نہوگی۔ وہ کسی اور ہی کتاب سے یہ مسئلہ نکالا ہے۔

ہاں کتب اصول فقہ (تلویح و توضیح) وغیرہ میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے۔ المطلق اذا اطلق

(زید منہ الفرد الکامل یعنے کوئی مطلق (بے قید) لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے فرد کامل مراد ہوتا ہے۔ مگر اس کامل سے مراد اکمل و افضل نہیں ہے۔ بلکہ کامل سے وہ فرد مراد ہے جو بغیر کمی کے صادق آوے جیسے پانی کا لفظ ہے کہ وہ آب زمزم۔ اور آب دریا اور آب تالاب، اور فلاں کے پانی پر باوجود تفاوت مراتب ان چیزوں کے برابر صادق آتا ہے۔ اور پانی کا فرد ناقص وہی ہے جو بغیر لفظ پانی بلا قید صادق نہیں آتا جیسے کھجور کا پانی۔ یا انگور کا پانی چکڑالوی بے علم اور اسکے اتباع جہلا ان باتوں کو نہیں سمجھینگے۔ لہذا ہم زیادہ تفصیل نہیں کرتے۔ اس قاعدہ اصول فقہ کے رو سے بھی لفظ المؤمنین آیت مذکورہ میں ہر ایک مومن پر افضل المؤمنین (جیسے انبیاء علیہم السلام) یا مفضول جیسے عام مومن میں صادق آتا ہے۔ اور جو امر جملہ اہل اسلام میں خواہ عام ہوں خواہ عام بالاتفاق مسلم چلا آیا ہے۔ جیسے حدیث نبوی کو ماننا اور رسول اللہ صلعم کی اطاعت کو فرض جاننا۔ وہ سبیل المؤمنین ہے جسکے پیروی کا اس آیت میں حکم ہے۔

اپر سنجم سے انکار کی وجہ ثبوت میں چکڑالوی نے کوئی آیت پیش نہیں کی بلکہ ان آیات کا جنکو فقہاء نے آنحضرت صلعم کے **وجوب اتباع** اور آنحضرت کے منصب تشریع و تحکیم کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ **جواب دیا ہے**۔ لہذا چکڑالوی کیطرف ان آیات کا جواب نقل کرکے اس کا جواب دیا جاتا ہے۔ اس مدعا کے ثبوت کے لئے فقہاء کے یہاں پہلی وہ آیت پیش ہوئی ہے۔ جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہے کہ آپ مومنوں پر خدا کی کتاب پڑھتے اور ان کو اس کے معانی سکھاتے ہیں۔

اسکے جواب میں **چکڑالوی** نے یہ کہا ہے۔ کہ آنحضرت کا کتاب سکھانا یہ معنے رکھتا ہے۔ کہ آپ الفاظ قرآن لوگوں کو پڑھاتے اور سکھاتے اور بار بار کہلا کر یاد کراتے جیسے استاد شاگرد کو طوطے پڑھاتے ہیں اس جواب میں چکڑالوی نے آنحضرت صلعم منصب تشریح معانی و تفصیل احکام قرآنی کو جو اس قرآن میں مذکور نہیں اور وہ صرف آپ ہی کے سینہ منور سے اور عمل مبارک سے امت کو پہنچی ہیں۔ کہ نماز سے یہ مراد ہے اور زکوٰۃ سے یہ مراد) مٹا یا ہے اور آنحضرت کو صرف ایک مسجد کا

ملا اور مکتب کا میاں جی بنایا ہے۔

الجواب

اے انصاف کے دشمن اور حق کے معاند اگر آنحضرت صلعم کے اصحاب جنکو آپنے قرآن سکھایا ہے۔ چکرالہ یا میانوالی کے رہنے والے پنجابی اور بلاد کے عجمی ہوتے۔ اور قرآن اُن کی زبان میں نازل نہ ہوتا۔ تو آنحضرت صلعم انکو قرآن کے ہجے کرا کے یاد کراتے اور یہ امر کسی تاریخی روایت میں (حدیث کو تو مانتا ہی نہیں اس لئے تواریخ کا ذکر ہوا ہے) ذکر ہوتا۔ تو تیری اس من گھڑت کو کوئی نادان مان بھی لیتا۔ قرآن تو اصحاب کی زبان تھی پھر اُن کو میانجی کیطرح آپکا قرآن یاد کرانا کب صحیح ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی تو غور و حیا کو کام میں لاکر سوچ۔ کہ یہ لفظ یعلم و تعلیم قرآن میں صدہا جگہ وارد ہے کہیں بھی اسکے معنے ملانوں کی سی تعلیم کے ہیں آیت اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ اور آیت عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ اور آیت عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور آیت عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ میں خدا تعالےٰ نے اس تعلیم کو اپنی طرف منسوب کیا پھر کیا خدا تعالےٰ نے بھی کسی انسان کو یا حضرت خضر علیہ السلام یا حضرت عیسٰی یا آنحضرت صلعم کو اسطرح کچھ یاد کرایا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے بھی کسی مسجد کا اور کسی مکتب کا میانجی ہے۔ رسول اللہ صلعم کی جناب میں گستاخی کرتے ہوئے تو تجھے شرم نہیں آتی (کیونکہ تو اُنکو مذہبی یا اچھی رسان سے بڑھکر نہیں سمجھتا) تو خدا تعالےٰ سے تو شرم کر اور اُس کا رُتبہ تو اس قدر نہ گھٹا اور اُسکو مسجد کا ملا اور مکتب کا میانجی نہ بنا۔ آیت علمك مالم تكن تعلم کے معنے چکڑالوی نے خود اپنی تفسیر میں معنے سکھائے کے کر لیے ہیں اور اپنی

دوسری آیت فتوے میں یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم پر خدا تعالےٰ نے کتاب و حکمت نازل فرمائی ہے۔ **چکڑالوی** نے اسکے جواب میں کہا ہے۔ کہ لفظ حکمت سے بھی اس آیت میں قرآن مراد ہے۔ کیونکہ دوسری آیت میں خدا تعالےٰ نے وحی قرآن کو حکمت کہا ہے۔ ایک آیت میں حکمت کو متلو کہا ہے

۱؎ چکڑالوی نے ایک رسالہ نماز شائع کیا ہے۔ اسکی نوع پر اسکا نام یوں لکھا ہے صلوٰۃ القرآن ما علم الرحمٰن کیا بتانا بھی کہ یہی مراد ہے کہ یہ نماز خدا تعالےٰ نے اسکو آکر پڑھا گیا اور بیان بھی کیطرح یاد کرا گیا ہے ۱۲ آیت وعلمناہ من لدنا علما

۲؎ اصل عبارت تفسیر چکڑالوی ۳۳۱ ۳۳۳ ۳۳۴ وغیرہ میں منقول ہوگی۔ زبان جدید میں خدا کی تعلیم سات اشخاص کی نسبت بیان ہوئی ہے (۱) دم (۲) دم (۳) اماء (۴) حضرت خضر علمناہ من لدنا علما (۵) حضرت یوسف وعلمتنی من تاویل الاحادیث (۶) حضرت داؤد علمناہ صنعۃ لبوس (۷) حضرت عیسٰی علمناہ مطلق الکتاب

ایک آیت میں قرآن کو متلو کہا ہے۔ اور حدیث کو الحدیث خود غیر متلو کہتے ہیں۔ لہذا حکمت سے حدیث مراد نہیں ہو سکتی۔ چکڑالوی نے یہ بھی دعوے کیا ہے۔ کہ قرآن میں جہاں کہیں الحکمۃ کا لفظ آیا ہے اُس سے کتاب اللہ ہی مراد ہے۔ اور جہاں کتاب کے بعد حکمت کا لفظ آیا ہے وہاں ایک صفت کا دوسری صفت پر عطف ہے یعنے وہ تاکید ہے۔ تا سیں (نئی اور دوسری چیز کا بیان) نہیں ہے۔

الجواب

اس جواب میں چکڑالوی نے دھوکہ دہی اور دروغگوئی کو حد کمال تک پہنچا دیا ہے۔ اور اس کمال میں مرزا قادیانی اور نیچری علیگڈھ کو بھی مات کر دیا ہے۔ یہ بات تو مسلم ہے کہ قرآن مجید بھی حکمت ہے۔ مگر یہ محض کذب و مغالطہ ہے کہ قرآن کے سوا اور وحی الٰہی جلی یا خفی حکمت نہیں ہے جن آیات سے چکڑالوی نے اس دعوے پر استدلال کیا ہے نہ اُس کا یہ ترجمہ یا مفہوم ہے۔ نہ قرآن کی کسی آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بجز قرآن اور کوئی وحی الٰہی حکمت نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کی بہت سی آیات میں قرآن کے سوا دوسری وحی الٰہی کو بھی حکمت کہا گیا ہے۔

وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ (سورہ ص رکوع ۲)	ایک آیت میں حضرت داؤدؑ پر وحی نازل شدہ کو حکمت کہا گیا ہے۔
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ (سورہ لقمان رکوع ۱)	ایک آیت میں حضرت لقمان حکیم کی۔ (جو باتفاق صحابہ و جمہور تابعین جملے مخالف صرف ایک تابعی عکرمہ ہیں) نبی نہ تھے صرف دینی حکیم تھے) ان باتوں جو خدا تعالےٰ اُنکے دل میں ڈالتا تھا حکمت کہا گیا ہے۔
فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (سورہ نساء رکوع ۷)	ایک اور آیت میں حضرت ابراہیمؑ کی اولاد انبیا کی ان باتوں کو جو کتاب آسمانی کے علاوہ اُنکو ملی تھیں حکمت کہا گیا ہے۔
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ (سورہ آل عمران رکوع ۸)	ایک آیت میں تمام انبیا کی ان باتوں کو جو کتاب کے سوا انکو عطا ہوئی تھیں حکمت کہا گیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

ان دو پچھلی آیتوں میں عطا شدہ کتاب کو ذکر کرنے کے بعد حکمت کا عطا ہونا بیان ہوا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کتاب کے علاوہ اُنکو حکمت یعنے وہ دانائی دین کی باتیں۔ جو انبیاء کے دل میں ڈالی جاتی تھیں۔ اور وہ اُنکی احادیث کہلاتی تھیں۔ جیسا کہ اسلام میں آنحضرت صلعم کی ایسی باتیں احادیث کہلاتی ہیں۔ ان چار آیتوں میں سے پہلی دو آیت تو کتاب اللہ کا ذکر و نشان تک نہیں ہے۔ لہذا ان آیات میں حکمت سے کتاب اللہ مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں خصوصاً آیت دوم میں جس میں حکمت کا عطا ہونا لقمان حکیم کی نسبت بیان ہوا ہے۔ جنکا نبی ہونا اور اُنکو کتاب عطا ہونا نہ کسی دلیل خارجی سے ثابت ہے اور نہ بالاتفاق مسلم ہے۔ رہی پچھلی دو آئتیں سو اُنمیں اگرچہ حکمت سے پہلی کتاب کا ذکر ہوا ہے۔ مگر چونکہ یہ قاعدہ مسلمہ عرب عرباً وغیرہ عقلاً ہے۔ التاسیس خیر من التاکید۔ یعنے متعدد الفاظ کلام سے ایک نئے معنے پیدا کرنا اس سے بہتر ہے۔ کہ ایک نئے لفظ کو پچھلے لفظ کی تاکید بنایا جاوے لہذا بحکم اس قاعدہ کے پچھلی دو آیتوں میں بھی معنے لفظ حکمت کتاب سے جداگانہ وحی الٰہی مراد ٹھہرانا اولیٰ و اقدم ہے۔ چکڑالوی بے علم ہے۔ وہ اس قاعدہ سے واقف نہیں ہے۔ اسیوجہ سے وہ کتاب کے بعد لفظ حکمت وارد شدہ کو عطف صفت بر صفت قرار دیتا ہے اور اس حکمت سے وہی کتاب اللہ ہی مراد سمجھتا ہے۔ عطف صفت بر صفت وہاں تجویز و تسلیم کیا جاتا ہے۔ جہاں کوئی نیا مصداق لفظ پیدا نہ ہو سکے۔ اس محاورہ اور قاعدہ کے رو سے اس آیت میں جسمیں آنحضرت صلعم کو کتاب کے بعد حکمت کا عطا ہونا وارد ہے۔ حکمت سے حدیث نبوی جو وحی خفی آپکے مبارک دل پر نازل ہوئی تھی مراد قرار دیا جائیگا اور حکمت سے کتاب اللہ مراد قرار دینے سے وہ اولے ہوگا۔

رہا چکڑالوی کا یہ کہنا کہ دوسری آیت میں حکمت کو ماتلی یعنے متلو کہا گیا ہے اور حدیث اہلحدیث کے نزدیک بھی متلو نہیں ہوتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث نبوی کے متلو ہونے سے اہلحدیث کو کیا کسی کو بھی انکار نہیں حدیث نبوی ہمیشہ پڑھی جاتی ہے۔ ازواج مطہرات نبی

آنحضرت صلعم کے اقوال و روایات اور لوگوں کو سناتیں اور بیان کرتیں۔ یہی اُس کا پڑھنا ہے۔ غیر متلو تو حدیث کی وحی کو کہا جاتا ہے۔ یعنے وحی حدیث جو آنحضرت صلعم کیطرف ہوتی وہ جبرائیل امین خدا تعالےٰ کے الفاظ و حروف سے پڑھکر نہ سناتے اور نہ آنحضرت صلعم اُسکے پڑھنے پر قرآن کی مانند حرف حرف پر دس دس نیکیوں کا اجر و ثواب فرماتے۔ چنانچہ صفحہ ۲۱۵ میں مفصل کہا گیا ہے یہ بات چکرالوی کی سمجھ میں نہ آوے یا وہ اسکو سمجھ بوجھکر ضد سے اور ہٹ دھرمی سے قبول نکرے تو وہ صرف اس آیت سے جسمیں حکمت کو ماتیلی (متلو) کہا گیا ہے۔ حکمت سے کتاب اللہ مراد ٹھہراوے اور خاص اس آیت کے حکم ذکر و تلاوت کو قرآن ہی سے مخصوص کرے۔ اس آیت سے یہ تو کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ جہان قرآن میں لفظ حکمت وارد ہے۔ وہان حکمت سے بھی قرآن متلو مراد ہے۔ تلاوت کا جو اس آیت کے متعلق ہے حکم جداگانہ ہے۔ اور حکمت کا جس کا آنحضرت صلعم کو عطا ہونا بیان ہوا ہے۔ جداگانہ حکم ہے۔ اور وہ پیروی ہے۔ لہذا ایک حکم (تلاوت) کے مخصوص بقرآن ہونے سے دوسرے حکم (پیروی) کا مخصوص بقرآن ہونا لازم نہیں آتا۔ اب ہم اپنے ناظرین متبعین حدیث کو (نہ چکرالوی اور اُسکے غالی مقلدوں کو) یہ بتاتے ہیں۔ کہ لفظ حکمت کی جو معنے علماء اسلام بیان کرتے چلے آئے وہی معنے آجتک اور اس سفید ریش ہو جانے کی عمر تک چکرالوی نے سمجھے اور بڑے زور و شور اس معنے کا ثبوت اپنی کتاب تفسیر میں دیا۔ اور ان آیات قرآن کا وہی ترجمہ اُس نے کیا جو ہمنے بیان کیا ہے۔ اس تفسیر میں حدیث کو خدا کیطرف سے وحی۔ اور خدا کی طرف سے منزل نازل شدہ بھی اس نے بڑے زور و شور سے بتایا ہوا ہے۔ وہ بھی ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے جس کا صفحہ ۲۲۱ صفحہ ۲۸۱ میں اس کا وعدہ دیا گیا تھا۔

پس واضح ہو کہ چکرالوی صاحب بہادر اپنی تفسیر کے صفحہ میں آنحضرت صلعم کو مفسر ربانی حکیم حقانی کہکر آپ کی یہ حدیث کہ سورہ فاتحہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے نقل کی ہے۔ پھر اس کے صفحہ ۱۴ میں کہا ہے۔ پس جو حدیث خواہ قولی یا فعلی یا تقریری رسول اللہ صلعم سے صحیح طور پر ثابت

ہوگی وہ عین بعین بلا چون وچرا قرآن مجید کے الفاظ کا ترجمہ اور اس کی حکمت وتفسیر ہوگی اور ایسی صحیح حدیث کوئی بہی نہ ہوگی جو کسی آیت کا ترجمہ وتفسیر نہو۔ پہر اسکے صفحہ ۳۰ میں آیت وَنزلنا الکتب تبیانا لکل شیٔ نقل کرکے کہاہے۔ پس یہان بہی اول تو ہم قرآن کے دعوے اور اُسکے دلائل کو دیکہتے ہیں۔ بعدش یہ دیکہینگے کہ مفسر حقانی حکیم ربانی محمد رسول اللہ صلعم کا ارشاد اسبارہ میں کیاہے۔ اور جب خود قرآن کریم اور ربانی حکیم دونوں کا ارشاد معلوم ہو جاوے تو فیصلہ ہو جاتاہے۔

پہر صفحہ ۳۳ آنحضرت صلعم کو مفسر روحانی اور حکیم ربانی کہکر آپ کی ایک حدیث کو قرآن کی تشریح اور تفصیل اور تفسیر کہکر نقل کیاہے۔ پہر اُسکے صفحہ ۸۱ میں نماز میں **آمین** کہنے کا مسئلہ (جسکو اب نماز جدید میں اُڑا دیاہے) بیان کیاہے۔ اور کہاہے کہ اس سورۃ (فاتحہ) کے متعلق ایک اور مسئلہ بیان کرنا رہگیاہے۔ جو بہت ضروری ہے۔ یعنے مسئلہ آمین۔ کیونکہ یہ لفظ قرآن مجید میں موجود نہیں اور رسول اللہ صلعم اس سورت کے بعد اسکو پڑہا کرتے۔ اور اوروں کو پڑہنے کے لئے حکم دیا کرتے۔ جیساکہ بخاری میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آیاہے۔ پہر حدیث آمین صحیح بخاری سے نقل کرکے صفحہ ۸۲ میں کہاہے۔ جب آمین قرآن کریم کا لفظ نہیں۔ تو پہر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کیوں پڑہا کرتے تھے اور اورونکو کیوں پڑہایا کرتے تھے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ اُس کے حل سے تمام مشکلات متعلق احادیث حل ہو جاتی ہین۔ سو مختصر جواب یہ ہے کہ جملہ احادیث صحیحہ نبویہ محض ترجمہ یا تفسیر یا تفصیل ہوتے ہیں **قرآن مجید** کے الفاظ مبارکہ جامعہ کی اور وہ جملہ احادیث حقیقت میں قرآن کے اندر موجود اور اس کے لفظوں کے اندر پڑے ہوے ہیں یعنے وہ قرآن مجید ہی ہوتے ہیں اگرچہ وہ الفاظ نہیں ہوتے جو قرآن مجید کے ہوتے ہیں اور یہ جملہ احادیث نبویہ تعلیم الہی سے نبی صلعم کو قرآن مجید سے اسی طرح تعلیم فرمائی کی تہیں۔ جس طرح خود احادیث کا ماخذ یعنے قرآن شریف کی عبارتین تعلیم فرمائی گئیں تہیں۔ پس جو حدیث صحیح مروی عن النبی صلعم

ہوگی اس کا ماخذ ضرور قرآن مجید کی کوئی آیت ہے۔ نہ کوئی اور ماخذ اور ان احادیث نبویہ کا نام **قرآن شریف میں حکمت** کے نام سے جابجا مذکور ہے۔ پس آمین بہی قرآن مجید ہی میں سے ہے اگرچہ یہ لفظ بعینہ قرآن شریف میں موجود نہیں یعنے یہ کہ یہ قرآن شریف کے بعض الفاظ کا یہ ترجمہ ہے۔ جو تعلیم وحی* سے رسول اللہ صلعم نے سیکہا اور اُسپر عمل کیا اور اس آیت میں اُسکو مسنون ٹہرایا پہر اُس کے تائید میں یہ ایک آیت نقل کی ہے مَا ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اور اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے یعنے ہمارا رسول اپنی طرف سے دین کے بارہ میں فقط وہی کچھ کہتا ہے۔ جس کے کہنے کے لئے بذریعہ وحی* اسکو حکم ہوا ہے۔ پہر اور **آئتین** اور نقل کرکے کہا ہے **خلاصہ** ان آیات شریفہ کا یہ ہے کہ رسول اللہ جو حدیث فرمائی ہے وہ محض اللہ تعالی کی تعلیم سے جو بذریعہ وحی* حاصل ہوئی تہی بیان فرمائی ہے۔ اپنی طرف سے کوئی بات بہی اس دین کے اندر شامل نہیں کی اور نہ کرسکتے تہے۔ اور نہ ایسا کرنے کے مجاز تہے صفحہ ۸۳ اور نہ ہی آپکو ایسا کرنے کی مجال تہی وہ اللہ تعالے کے سچے اور پکے رسول تہے۔ کوئی حدیث مروی عنہ موجود نہیں۔ جسکی تعلیم رسول اللہ صلعم اسی طرح نہیں ہوئی۔ جس طرح خود الفاظ قرآن مجید کی تعلیم ہوئی تہی۔ اب دیکہنا چاہئے کہ آیا ان احادیث صحیحہ کا ماخذ صرف قرآن کریم ہی ہے یا قرآن کریم کے علاوہ اور کوئی ماخذ سو ہر ایک شخص مومن مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اسبات کا یقین اور اعتقاد رکہے۔ کہ سوائے قرآن شریف کوئی اور ماخذ احادیث نبویہ کا نہیں ہے۔ صرف قرآن شریف ہی ہر ایک دینی معاملہ کا ماخذ ہے اور بس اور جملہ احادیث صحیحہ نبویہ۔ **قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر اور تفصیل ہوتی ہیں** اور قرآن شریف میں اللہ تعالے نے ان احادیث کا نام **حکمت** کے نام سے یاد فرمایا ہے

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ پ ۲ رکوع ۱۳

کما قال اللہ تعالے جل شانہ وعم نوالہ۔ اللہ تعالے نے جو جو احسان اور انعام اور اکرام تمپر کئے ہیں۔ سب کو یاد کرو اور اس بڑی نعمت کو بہی یاد کرو کہ اُس نے تمپر کامل صفات والی کتاب قرآن شریف اور **الحکمت** یعنے اس کی صحیح صحیح اور پوری سمجھ یعنے **حدیث** شریف نازل فرمائی ہے۔

* یہاں تعلیم آمین کو چکڑالوی نے تعلیم وحی کہا ہے حالانکہ قرآن میں لفظ آمین کا موجود نہ ہونا وہ خود بیان کرچکا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چکڑالوی کے سابق اعتقاد میں وحی لفظ قرآن میں محصور و محدود نہیں وحی معنے بہی وحی کہلاتی ہے جسکو اہل اسلام وحی خفی و وحی غیر متلو کہتے ہیں۔ کیا اب بہی چکڑالوی وحی خفی سے انکار کرے گا۔

تاکہ ان دونوں کے ذریعہ تمکو نصیحت کرے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ پ۳ ع ۱۵

یعنے اے نبی لوگوں کو وہ وقت بہی یاد دلاؤ جبکہ اللہ تعالےٰ نے تمام رسولوں سے عہد لیا تہا کہ کہ ہم تم کو اپنی عظیم الشان اور عالیقدر کتابیں سے کچھ کچھ دیتے رہینگے۔ اسکے سوائے پوری سمجھ ساتھ ساتھ دیوینگے۔ تم سب کے بعد ختم الرسل محمد رسول اللہ صلعم آوینگے اور جو جو کچھ تم کو دیا جاویگا۔ ان سب کی تصدیق کرینگے۔ تو دیکھو تم میں سے یعنے تمہاری امتوں نے اسپر ضرور ایمان لانا اور ضرور ضرور اُنکا ساتھ دینا۔ اور ہر طرح مال و جان سے اس کی مدد کرنا۔

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ كِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا پ۵۔ ع ۵

کتاب آسمانی اور اوسکے سمجھ عطا کرنے کا دستور کچھ نیا نہیں۔ ہمنے خاندان ابراہیم علیہ السلام کو آسمانی کتاب بہی دی اور اس کتاب کی سمجھ بہی اور ہمنے اسکو بڑی بہاری بادشاہی بہی دی۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ پ ۵ ع ۱۴

اور اللہ تعالےٰ نے تجہپر کامل صفات والی کتاب یعنے قرآن شریف اور اُسکے ساتھ حکمت یعنے حدیث نازل کی اور تمکو ایسی باتون کی تعلیم فرمائی کہ جن کا ادراک بلا تعلیم عملی تجکو نہیں ہو سکتا تہا جب تک جبرائیل ان باتوں کی صورت بناکر نہ سنا دیتا۔ تب تک تجہکو بہی ان باتوں کا کبھی پتہ نہ لگ سکتا تہا اور تجہپر خدا کا بڑا ہی فضل ہے

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ الخ پ ۲ ع ۲

اور ہمارے یہ احسان جنکا اوپر ذکر ہوا ہے۔ اسی قسم کے ہیں جیسا ہمنے تمہارے درمیان تم میں سے عظیم الشان رسول محمد صلعم کو بہیجا۔ جو تمکو ری آیات پڑہکر سناتا ہے اور تمکو ہر طرح کے کفر کی آلایش سے پاک کرتا ہے اور کامل صفات صفات والی کتاب یعنے حدیث شریف تعلیم فرماتا ہے۔ اور تمکو وہ باتیں سکہاتا ہے جو تم بلا عملی صورت دیکہے کبھی نہ سمجھ نہ سکتے تھے۔

نوٹ یہاں میاں چکڑالوی حدیث کے ایمان و تسلیم میں ایسے محو و سرشار ہوئے ہیں کہ کتاب سے یہی حدیث مراد بتاتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیَاتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۲۸ ع ۱۶

وہی ذات پاک ہے جس نے ان پڑھ جاہل عربوں کے درمیان انہیں میں سے ایک عظیم الشان رسول کو بھیجا جو انکو اللہ تعالےٰ کی آیات پڑھکر سناتا ہے۔ اور ہر طرح کی ظاہری اور باطنی میل کچیل سے اُنکو پاک کرتا ہے اور کامل صفات والی کتاب یعنے قرآن مجید اور اس کی حکمت کی حدیث شریف کی اُنکو تعلیم کرتا ہے۔ اور نبی کی تعلیم سے پہلے پہل یہ لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ خلاصہ ان آیات متبرکہ طیبہ کا یہ ہے کہ قرآن کریم کے تین حصہ ہیں ایک حصہ تو اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتَابَ ہے یعنے الفاظ و عبارت قرآنیہ دوسرا حصہ الحکمۃ ہے یعنے الفاظ و عبارات قرآن شریف کی سمجھ اور اُس کا پورا پورا اور حق حق مفہوم اور معنے اور تیسرا حصہ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ میں داخل ہے یعنے وہ حصہ جو محض عمل کے متعلق اور اُس کی تعلیم بلا عملی تعلیم کے کما حقہ سمجھ میں نہیں آسکتی۔ مثلاً نماز کی ہیئات مفروضہ کے ادا کرنے کی کیفیت وغیرہ وغیرہ اور یہ تینوں حصہ اس آیت میں موجود ہیں اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ پھر چکڑالوی نے ص۸۶ میں بیان کیا ہے۔ کہ آمین قرآن کی اس دعا رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ کا ترجمہ یا خلاصہ ہے اور یہ جتایا ہے کہ لفظ آمین کو قرآن میں نہیں مگر پھر بھی وہ حکم قرآن ہے کیونکہ حدیث میں ہے جو قرآن کی حکمت اور یہ تعلیم وحی قرآن سے ماخوذ ہے۔ اور اپنی تفسیر کے ص۱۱۰ میں آیت یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کی تفسیر میں کہا ہے۔ ایمان بالغیب کے معنے ہیں اُن جملہ امور کی تصدیق کرنی جو عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ رب العالمین نے قرآن مجید کی صریح عبارتوں کی حکمت یعنے حدیث شریف میں بیان فرمائی ہیں۔ جو مفسر حقانی حکیم ربانی رسول اللہ صلعم کی زبانی معلوم ہوئی ہیں۔ پھر ص۱۱۱ میں کہا ہے کہ ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جنت اور جنت کے کل لوازمات مومن کی موت سے لیکر دیدار خدا تک حدیث میں وارد ہیں۔ پس ان جملہ امور پر ایمان لانا

متقین کی صفت ہے یعنے یہ کہ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے یہی معنے ہیں۔ کہ وہ متقین لوگ
اِن تمام امور مغیبات پر۔ جو قرآن کریم میں بعبارت یا بدلالۃ النص یعنے حکمت قرآن جو حدیث
کہلاتی ہے۔ ثابت شدہ ہیں صدق دل سے ایمان لاتے ہیں یعنے دل سے تصدیق کرتے
ہیں اور زبان سے اقرار کرتے ہیں چنانچہ مفسر حقانی حکیم ربانی رسول اللہ نے خود یُؤْمِنُوْنَ
بِالْغَیْبِ کی تفسیر و تفصیل بر وفق مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی فرمادی ہو
جو اوپر مذکور ہو چکی ہے۔ اسواسطے اب آپکی تفسیر کے سوا باقی جس قدر تفسیریں ہیں وہ قیاسات
اور ظنون ہیں پہر اسی تفسیر کے صفحہ ۲۷۳ میں کہا ہے خلود فی النار۔ جہاں کہیں قرآن میں
مذکور ہوا ہے۔ تو وہاں قرائن حالیہ و مقالیہ سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس سخت
سزا کے مستوجب فقط کافرین مشرکین منکرین اسلام ہی ہوتے ہیں اور بس۔ اور بعض
لوگوں کا چند روز جہنم میں رہکر پہر جنت میں داخل ہونا ان تمام آیات سے ثابت ہے۔
جہاں جہنم کے دخول کے ساتھ خلود کی قید نہیں لگائی گئی اور جنکی تفصیل و تفسیر مفسر حقانی
صلعم نے بہ تعلیم ربانی یہ کی ہے۔ کہ کچھ لوگ اپنے گناہوں کے بدلے جہنم میں معذب ہونگے
پہر اللہ تعالے انکو اپنے فضل سے جنت میں داخل کریگا۔ کہ انکا نام جہنمیوں ہوگا۔
بخاری اور مسلم میں اسقدر احادیث اس بارہ میں موجود ہیں جنسے قطعی
اور یقینی ثبوت حاصل ہوتا ہے کہ کچھ لوگ کسیقدر عرصہ جہنم میں رہکر جنت میں داخل
ہو جائینگے۔ پہر اُسکے صفحہ ۲۷۳ میں کہا ہے۔ اور چونکہ رسول اللہ صلعم مفسر حقانی کی زبانی قطعی
طور پر ثابت ہے۔ کہ کسی کسی وقت کچھ مدت کے بعد کچھ کچھ لوگ دوزخ میں سے نکالے
جاوینگے اسواسطے۔ الا ما شاء ربک کا ترجمہ الا من شاء ربک کیا گیا ہے تاکہ آیت
اور حدیث یعنے آیت اور اُس کی حکمت کا اتحاد و ارتباط توافق ظاہر ہو جائے
چکڑالوی نے اِن تمام آیات قرآن میں جہاں کہیں لفظ حکمت کتاب اللہ یا آیات
کتاب کے بعد وارد ہے اس سے حدیث شریف کو مراد بتایا ہے۔ اور جابجا آنحضرت صلعم

کو قرآن کے مفصل نہ شدہ اور ربانی مفسر اور حدیث کو قرآن کی تفسیر و تفصیل و تبیین قرار دیا ہے۔ ان آیات میں حکمت وارد ہے ترجمہ وہی کیا جو ہمنے اور عام مسلمانوں نے کیا اور حدیث نبوی کو خدا کیطرف سے وحی اور خدا کی طرف سے نازل شدہ قرار دیا ہے۔ اب اس کا حدیث کے حکمت اور تفسیر قرآن اور آنحضرت صلعم کے مفسر قرآن ہونے سے انکار کرنا۔ اور حدیث کے وحی منزل من اللہ ہونے سے انکار کرنا عقل و انصاف و شرم و حیا کے رو سے کیونکر جائز و لایق اور قبول و ساعت ہے۔ اسکے جواب میں شاید یہ کہے کہ میری یہ عبارات و اعترافات اسوقت کے ہیں جبکہ میں حدیث نبوی کا قائل تھا۔ اب تو میں حدیث نبوی کا منکر ہو گیا ہوں۔ اب میری پرانی تصنیفات تفسیر وغیرہ جس میں حدیث نبوی کو حکمت تسلیم کیا ہوا ہے یا ان سے بطور استدلال تمسک کیا گیا ہے میرے نزدیک مردود و مطرود ہیں۔ لہذا ان عبارات و تصنیفات کو میرے روبرو اور مقابلہ کے لئے پیش کرنا مناسب نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر تیری تفسیر وغیرہ تصانیف جن میں احادیث نبوی کو حکمت تسلیم کیا گیا ہے۔ یا انسے استدلال واقعہ ہوا ہے اب تیرے نزدیک مردود و مطرود ہیں۔ تو پھر ان کتابوں کو تو جلا کیوں نہیں دیتا۔ اور انکے مطرود و مردود ہونے کا اشتہار کیوں نہیں دیتا۔ بلکہ اس کے برعکس اسی رسالہ اشاعۃ القرآن کے حصہ ۱۲ و ۱۳ میں ان کتابوں کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اور تیرے ایک خلیفہ نے رسالہ نماز کے پہلے ورق میں ان کتابوں کی قیمت کا اشتہار دیا ہے۔ اس صورت میں تو ان کتابوں کا بیچنا اور اس کا دام کہانا۔ ایسا ہے جیسے نجاست کا بیچنا اور دام کہانا۔ پھر جب تو ان کتابوں کو جلا دینے یا انکے جلا دینے کے لایق ہونے کا اشتہار دے گا۔ اسوقت ہم تیرے اس سوال کا جواب اور دینگے۔ بالفعل وہ جواب ریزرو (محفوظ) رکھا جاتا ہے۔ اور جبتک تو ان کتابوں کو جلا نہ دی اور ان کی بے اعتباری کا اشتہار

نہ دے تب تک تجھپر الزام قایم ہوتا رہے گا۔ تو مانے خواہ نہ مانے اہل اسلام تو جان لینگے کہ جن باتوں کو تو انکار کرتا ہے یہ ایسی باتیں ہیں کہ اس عرصہ تک تو بھی اہل اسلام کی طرح ان باتوں کا قائل رہا تھا۔ اور یہی ان باتوں کے نقل کرنے سے اصلی مقصود ہے شائد کوئی شخص یہ سوال کرے کہ ایک بات کی غلط ہونے سے ساری کتاب بھی لایق رد اور جلا دینے کے نہیں ہو جاتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی ان کتابوں حدیث کو حکمت اور تفسیر قرآن ماننا یا اُس سے استدلال کرنا ایک بات اور ایک چھوٹا سا جزو کتاب نہیں ہے۔ بلکہ اس کی کتابیں تو سب کی سب اول سے آخر تک حدیث کی تسلیم و استدلال سے پر ہیں۔ اور اس کا اکثر حصہ اور جزو اعظم حدیث ہی حدیث ہے۔ پھر جس حالت میں حدیث اسکے نزدیک لایق رد ہے جو کل کتابوں کا جزو اعظم ہے تو کل کتابیں کیونکر لایق رد جلا دینے کے نہ ہونگی۔ اب یا تو ان کتابوں کو اپنے نئے اعتقاد کے مطابق جلا دے یا حدیث نبوی کو ان لے۔ ان دونوں سے ایک بات ضروری تجھپر لازم ہوگی اور تجھے ملزم بنائینگی۔ یہ ہرگز نہ ہوگا کہ تو ان کتابوں کو مسلم بھی رکھے اور معتبر بھی۔ اور حدیث نبوی کی حکمت و تفسیر قرآن ہونے سے بھی انکار کرے۔

از انجملہ تیسری چوتھی۔ پانچویں اور چھٹی آیات جسکو کاتب نے غلطی سے بڑے لکھا ہے فقرے میں اس مضمون کی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو جبتک تم رسول کو اپنا حاکم نہ بناؤ گے۔ مسلمان نہو گے۔ جو رسول جسنے بھیجا ہے۔ وہ اس لئے بھیجا ہے کہ لوگ خدا کے حکم سے اس کا حکم مان لیں۔ جس نے رسول کا حکم مانا اس نے خدا کا حکم مانا۔ ان آیات کا جواب چکڑالوی بڑی بیہودگی اور بے ادبی حضرت رسالت سے دیا اور کہا ہے کہ پھر تمہارے دو حاکم ٹھہرے ایک خدا وہ سرا رسول۔ حالانکہ خدا تعالےٰ نے اور آیات میں فرمایا ہے۔ حاکم خدا تعالےٰ ہی ہے اور محمدؐ صرف رسول ہے سو تم لوگ

خود ہی کہتے ہو کہ آنحضرت جو کہتے وحی سے کہتے۔ پھر حکومت کہاں رہی محض رسالت رہی اور رسالت صرف ابلاغ قرآنی میں منحصر ہے۔ لہذا ان آیات کا صحیح ترجمہ یہ ہوا کہ اللہ کی اور رسالت کی یعنی قرآن کی اطاعت کرو اور قرآن کے سوا جو رسول نے کہا ہے اس کو خدا تعالیٰ نے منسوخ کر دیا ہے۔ وہ قریباً ۱۸ باتیں تھیں (جنکو چکڑالوی نے بصفحہ ۴۳ القائے شیطانی کہا ہے) لہذا قرآن کے سوا رسول کی کسی بات کو ماننا طاغوت کی پیروی کرنا ہے جسکی ممانعت دوسری آیت فمن یکفر بالطاغوت میں وارد ہے۔ اور طاغوت سے مراد ہر ایک باطل متبوع ہے جسمیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں نعوذ باللہ من ذلک کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

الجواب

اس جواب میں چکڑالوی نے ایسا کھلا کفر بکا ہے۔ کہ اسکے کفر ہونے میں کسی مسلمان کو شک نہ ہوگا۔ آنحضرت کے احکام دین اسلام میں علاوہ از قرآن کو طاغوتی حکم قرار دیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان احکام کے سبب معاذ اللہ (نقل کفر کفر نباشد) طاغوت ٹھہرایا ہے۔ یہ کلمہ غیر اسلامی حکومت میں چکڑالوی نے کہا اور شائع کیا ہے اور اگر کسی اسلامی سلطنت میں یہ کلمہ منہ سے نکالتا۔ تو اس کا بدلہ فوراً پاتا۔ ہم مسلمان اس ملک میں رہکر اس کا کیا جواب دیں۔ اسکا جواب خدا تعالیٰ ہی دے۔ یا اگر مسلمانوں میں کچھ حمیت اور اسلامی غیرت ہو تو وہ چکڑالوی پر ہادی دین اور باقی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کا استغاثہ کرکے جواب عدالت سے دلوائیں۔ موجودہ سلطنت گو اسلامی نہیں ہے۔ مگر نیوٹرل ہونے کی وجہ سے کسی دین مذہب کی توہین کو پسند نہیں کرتے۔ اور توہین کنندہ کو سخت سزا دیتے اور واصل جہنم دنیاوی (جیل) کرتی ہے۔ اس توہین کا معاملہ ہم پہلے خدا تعالیٰ کے اور پھر باغیرت مسلمانان حامیان اسلام کے سپرد کرکے اس مقام میں صرف چکڑالوی کے اس مغالطہ اور دھوکہ کا کہ آنحضرت کے احکام دین کو تم وحی کہتے ہو۔ پھر اونکو حاکم ٹھہرا کر اپنے

دو حاکم بنائے ہوئے جواب دیتے ہیں کہ مسلمانوں کے اعتقاد میں جسکو ہم فتویٰ میں کھلم کھلا ظاہر کر چکے ہیں۔ حقیقی حاکم صرف ایک ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیا علیہم السلام اس حکومت میں خدا تعالےٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ اور جو حکم وہ علاوہ از کتاب اللہ دین میں دے چکے ہیں وہ حکم بھی خدا تعالےٰ کی وحی خفی سے خدا تعالےٰ کی مرضی سے خدا تعالےٰ کے اذن و اجازت سے دے چکے ہیں۔ لہذا حقیقی اور اصلی حاکم صرف اکیلا خدا تعالےٰ ہے اور رسول اللہ صلعم اس حاکم حقیقی کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ اور جو حکم وہ دے گئے ہیں وہ بھی درحقیقت خدا تعالےٰ کا حکم ہے۔ جو کچھ بذریعہ وحی جلی (کتاب اللہ) ظاہر ہوا ہے۔ اور جو کچھ بذریعہ وحی خفی (احادیث صحیحہ نبویہ) ظاہر ہوا ہے۔ لہذا اہل اسلام کا آنحضرت صلعم کو حاکم واجب الاتباع کہنا۔ خدا تعالےٰ کو حاکم حقیقی ماننے اور آنحضرت کو رسول ماننے کے مخالف نہیں حاکم یک حکم ایک پر اس حکم کے ماخذ و مظہر دو ہیں۔ ایک قرآن دوسرا حدیث اس جواب کی مزید توضیح جواب الجواب آیت ۱۳ میں ہوگی (جس پر غلطی سے ۱۴ لگایا گیا ہے۔ اور جو ان آیات کے ترجمہ میں چکڑالوی نے ملحدانہ تحریف سے تصرف کیا ہے اس کا جواب جواب آیت ۹۰ کے (جس پر غلطی سے نمبر ۱۰ لگایا گیا ہے) ضمن میں دیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

یہاں چکڑالوی کی اصل عبارت کو جس میں اس نے حدیث کی پیروی کو طاغوت کی پیروی ٹھہرا کر گویا آنحضرت کو معاذ اللہ طاغوت بنایا ہے۔ اور آنحضرت کی تعظیم کو شرک قرار دیا ہے جنکی نقل کا وعدہ صفحہ ۲۹۰ و ۲۹۲ میں دیا گیا تھا۔ تاکہ چکڑالوی کے کافر و منکر رسول اور آنحضرت کی توہین کنندہ ہونے میں کسی کو بھی شک و تامل باقی نہ رہے اور فتوے علماء وقت کی تصدیق زیادہ ہو وہ اپنے رسالہ کے صفحہ ۶۵ و ۶۶ میں آیات ۴ و ۵ و ۶ میں لفظ رسول اور رسول کی ضمیر مخاطب (کہ) کا ترجمہ رسالت سے پھر رسالت کا ترجمہ قرآن سے کر کے لکھتا ہے اس آیت کی آیت ذیل میں مزید تفصیل ہے۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ	ترجمہ جو شخص قسم ہے ناظرین یہ لفظ آنحضرت

اِسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى (پ ۳ ع ۲)	آپ حدیث کو طاغوت میں شامل کرنے کی

غرض سے بڑھایا ہے ورنہ اس لفظ کے بڑھانے کی اسکو ضرورت نہ تھی۔ طاغوت سے انکار کرے اور کتاب اللہ کے ساتھ ایمان رکھے تو اُس نے ہماری نہایت ہی پختہ رسی کو پنجہ مارا۔ اس آیت میں طاغوت کے مقابلے میں کتاب اللہ پر ایمان لانے کا حکم ہے اور اسلئے "یحکموک" میں طاغوت کے مقابلے میں کتاب اللہ کو حَکَم بنانے کا فرمان ہے۔ طاغوت سے مراد ہر ایک باطل متبوع ہے۔ ناظرین یہاں بھی لفظ ہر ایک کے کہنے سے چکڑالوی کی غرض آنحضرت اور آپ کی حدیث پر چوٹ کرنا ہے ورنہ یہاں بھی اس لفظ کے بڑھانے کی اسکو کوئی ضرورت نہ تھی اور اس سے پہلے صفحہ ۶۲ میں وہ یہ کفر بکا ہے دین میں محمد کا بھی حکم ہے اور خدا کا بھی یہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کے صریح خلاف ہے۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِيْنَ (پ ۷ ع ۱۳)	ترجمہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کا ذرہ بھر بھی حکم نہیں بیان کرتا ہے حق کو اور وہی حق و باطل میں خوب تمیز و فیصلہ کرنے والا ہے۔
اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (پ ۱۲ ع ۱)	ترجمہ اللہ کے سوا کسی کا ذرہ بھر حکم نہیں اور اس نے

یہ حکم دیا ہے کہ خاص اس کے سوائے اور کسی کے تعظیم نہ کرو۔ اس بیہودہ گوئی میں اطاعت و حکم کے متعلق جو کچھ چکڑالوی نے کہا ہے اس جواب تو بصفحہ ۳۲۸ گذر چکا ہے۔ یہاں صرف اس کے اصل کلمات کفر کا نقل و بیان مقصود تھا سو ہو گیا۔ آیت اخیر میں جو اس نے لَا تَعْبُدُوْٓا کا ترجمہ کسی کی تعظیم نہ کرو لیا ہے۔ اس سے اس کا یہی مقصود ہے کہ آنحضرت کی تعظیم جائز نہیں کیونکہ اس آیت کو اُس نے اس دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ کہ کیا دین میں محمد کا حکم بھی اور خدا کا بھی۔ اسی واسطے وہ آنحضرت کا نام تعظیم سے نہیں لیتا اور اسکے ساتھ لفظ صلوٰۃ سلام نہیں ملاتا۔

اس مقام میں اس ترجمے کا غلط اور کفر ہونا ظاہر کیا جاتا ہے۔ لَا تَعْبُدُوْٓا کا

صحیح ترجمہ عبادت نہ کرو ہے نہ کہ تعظیم نہ کرو کا تعبد واکا مصدر جس سے یہ لفظ کلمہ ہے عبادت ہے اور عبادت کے معنے اور حقیقت یہ ہے کہ اپنے سے بڑوں کے سامنے اس قدر ذلت کا اظہار کریں جو کسی ہم جنس مخلوق کے سامنے ظاہر نہ کیجاتی ہو اور اس کی عظمت ایسی دل میں رکھیں جو کسی مخلوق کی نسبت دل میں نہ ہو اور اس عظمت کے اظہار ایسے افعال سے عمل میں لائیں جو مخلوق کے لئے عمل میں نہ آتے ہوں جیسے رکوع و سجود وغیرہ خلق عظیم تکریم و ادب و عزت ہر چھوٹا مخلوق بڑی مخلوق کی نسبت۔ اب عبادت نہیں کہلاتی اور قرآن میں غیر اللہ کیلئے اسکی ممانعت نہیں آئی بلکہ اس تعظیم و تکریم کی تو قرآن میں صاف اجازت بلکہ تاکید آچکی ہے اور ایسی تعظیم و تکریم تو اللہ تعالےٰ نے باوجود خالق اور سب بڑوں سے بڑا ہونے کے اپنی پیاری اور معزز مخلوق انبیاء و ملائکہ کی کی ہے۔ ایک آیت میں ارشاد ہے

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (سورہ فتح ع)	اے نبی ہم نے تجھکو شاہد بناکر اور بشارت دینے اور ڈر سنانے والا بھیجا ہے تاکہ (اے مومنو) خدا تعالےٰ و رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اس رسول کی عزت و توقیر کرو۔

شاید جگدیش الوی اس میں یہ کہے۔ کہ ضمیر تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ خدا تعالےٰ کیطرف راجع ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا بھی اس سے پہلے ذکر ہے جیسا کہ رسول اللہ ذکر ہے لہذا ہم ایک اور آیت پیش کرتے ہیں جس میں خدا تعالیٰ کا پہلے ذکر نہیں وہ آیت یہ ہے جو بلفظہا بصفحہ ۴ منقول ہوگی اس کے اخیر میں ارشاد ہے جو لوگ اس رسول پر ایمان لائے اور اونہوں نے اسکی عزت کی اور ان کی مدد کی وہی نجات پانے والے ہیں

یہ آنحضرت کی تعظیم و تکریم کے حکم متضمن آیات ہیں اب خدا کے اس فعل تکریم پر قرآن میں جہاں کہیں حضرت سے خطاب ہوا ہے وہاں یا ایہا الرسول یا ایہا النبی فرمایا گیا ہے کہیں بھی یا محمد یا احمد نہیں کہا گیا یہ آنحضرت کی خطر و تکریم نہیں تو اور کیا ہے یہ بین

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ

یہ قرآن عزت والے رسول کا قول ہے یعنے اُس کے مُنہ سے بالہام الٰہی نکلا ہے یہ کسی شاعر کا قول نہیں۔ شاید بکڑالوی دشمن رسول کریم یہ کہے۔ کہ یہ قول جبرئیل کے حق میں ہے۔ اسکے جواب میں کہا جائیگا۔ کہ جبرائیل بھی ایک مخلوق ہے اس سے بھی خدا تعالیٰ کا ایک مخلوق کی تعظیم کرانا ثابت ہوتا ہے۔ ایک آیت میں ارشاد ہے۔ مومنو تمہارے پاس تم میں سے ایسا رسول آیا ہے جسکو تمہارا رنج و گناہ ناگوار ہے اور وہ تمہاری بھلائی کا حرص کرنیوالا اور مومنوں کے حق میں نہایت مہربان نہایت رحم دل ہے اس آیت میں خدا تعالےٰ نے آنحضرت کی کریم صد کمال کو پہنچادی کا اپنی دو صفتوں (۱) رؤف (۲) رحیم کے ساتھ آپ کی تعریف کی۔ یہ دو صفتیں اللہ تعالےٰ میں حقیقی اور اصلی ہیں سے

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

موجود ہیں آنحضرت میں اُنکا وجود ظلی طور پر ہے۔ اس سے بڑھکر کسی کی عزت کیا ہوگی خالق نے آنحضرت کی یہ عزت کی ہے تو اوس مخلوق پر جو آپ پر ایمان لائے ہیں۔ کیوں یہ عزت کرنا واجب نہ ہوگا خصوصاً جبکہ خدا تعالےٰ نے اس کی عزت کرنے کا حکم بھی دیا ہو۔ ایک آیت میں ارشاد ہے لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا بسکے معنے تفاسیر میں یہ لکھے ہیں کہ آنحضرت کو یا محمد کہکر نہ پکارا کرو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہا کرو۔

اور انجملہ ساتویں اور آٹھویں آیت فتویٰ میں اس مضمون کی ہیں کہ ہر ایک رسول اپنی قوم کے زبان کے ساتھ رسول ہوکر اسواسطے آیا ہے۔ کہ وہ ان کے آگے کتاب کا مطلب بیان کرے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اسیواسطے بھیجا ہے کہ آپ لوگوں کے آگے احکام الٰہی قرآنی کی جو حرف لغت سے سمجھ میں آتے تھے تفصیل و تفسیر کریں ان آیات کے اجواب بکڑالوی نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۸ و ۴۹ پر جواب دیا ہے اور ان صفحات میں یہ کہا ہے کہ مبین و لیبین کے جو ان آیات میں ہیں معنی صرف ظاہر و آشکارا کرنے کے ہیں شرح و تفصیل کرنے کے نہیں دیکھو منتہی الارب وغیرہ۔ پھر کہا ہے۔ مولوی صاحب

اور اُن کے ہمراہی قیامت تک کوئی ایسی آیت پیش نہ کر سکینگے جس میں پیغمبر صاحب کی نسبت قرآن شریف کی تفصیل کرنے کا لفظ ہو۔ آپ کی نسبت صرف قرآن مجید کے بیان تبلیغ وتعلیم وغیرہ اس قسم کے الفاظ آئے ہیں۔

الجواب

جن الفاظ کو چکڑالوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن مجید میں مستعمل اور وارد شدہ تسلیم کرتا ہے۔ اِن ہی الفاظ کے معنے لغت عرب میں تفصیل وتشریح وتوضیح کے آگئے ہیں اور اُسپر وہی کتب لغت شاہد وناطق ہیں جنکا چکڑالوی نے حوالہ دیا ہے اور اسی لغت ومحاورہ کی نظر سے عامہ مفسرین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا مفسر تفصیل کنندہ قرار دیا ہے اور مفسرین کو چکڑالوی نہ ملنے اس کی تفسیر میں ان الفاظ قرآن اور اِن آیات کے یہی معنے اور آنحضرت کا یہی خطاب مفسر وغیرہ جا بجا بیان ہوا ہے۔ ازانجملہ ایک لفظ یُعَلِّمُ ہے دوسرا لفظ یبین۔ لفظ یعلم سے آنحضرت کا مفسر حقانی قرآن ہونا کے اور دیگر مفسرین کی عبارت سے پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ رہا لفظ یُبَیِّن جو آیات زیر بحث میں آنحضرت و دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت وارد وموجود ہے۔ اسپر یہاں بحث کیجاتی ہے۔ قاموس میں ہے۔ بان بیانا انظر خوبین و بینۃ وابنۃ واستبنۃ او ظہرۃ وعرفۃ۔ اس عبارت میں بیان کے معنے توضیح کے کئے گئے ہیں جو تفصیل وتفسیر کے ہم معنی ہیں۔ اور منتہی الارب صہ ۲۳۵ میں ہے بیان فصاحت وزبان آوری۔ البیان ما تبین بہ الشیٔ من الدلالۃ وغیرہ یعنے بیان وہ ہے جس سے ایک چیز کھل جاوے اُس کی دلالت سے یعنے اسکے الفاظ کے معانی ومفہوم سمجھے جاتے ہیں۔ یہ دلالت کا لفظ دو چیزوں کو چاہتا ہے ایک دال یعنے لفظ کو دوسرا اس کا مدلول یعنے معنی اور معنی کا واضح کرنا یہی تبین ہے یہی تفسیر یہی تفصیل ہے۔ لیجئے یہ وہ کتاب منتہی الارب ہے۔ جس کا حوالہ چکڑالوی نے دیا تھا اس سے کھلے الفاظ

* دیکھو صہ ۳۲۹ و ۳۱۳ و ۳۲۹ و ۳۳۳ وغیرہ

میں نکل آیا کہ بیان وہ ہے جس سے ایک لفظ کے معنی و مفہوم و مدلول کھل جائے جب چکڑالوی کی مسلمہ کتب لغت سے بیان کے معنی ثابت ہو گئے تو اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی شرح و تفصیل کرنے کا منصب عطا ہونا بہ نص قرآن ثابت ہوا اور قیامت سے پہلے پہلے ابھی اور دم نقہ۔ قرآن مجید سے ثبوت ملگیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کی تفصیل کرنے والے ہیں اور قرآن کا بذات خود مفصل ہونا اس معنی سے ہے۔ کہ آنحضرت نے بھی قرآن کے بعض احکام مطالب کی تفصیل کر دی ہے۔

اب ہم اسباب میں مفسرین کے اقوال پیش کرتے ہیں پھر خود چکڑالوی کی تفسیر کو پیش کریں گے۔

تفسیر جلالین میں ہے۔ یبین کے معنے یہ بیان کئے تاکہ وہ رسول ان کو سمجھا دے جو وہ خود خدا کی طرف سے لایا ہے قرآن وغیرہ کتب

لیبین لھم ما اتی بہ جلالین ص۳۲

ایسا ہی معالم التنزیل بصفحہ ۸۰۶ لکھا ہے اور تفسیر فتح البیان میں یبین کے معنے واضح کرنے کے لکھے ہیں اور کہا ہے۔ کہ لفظ سے یہ مراد ہے۔ کہ انکو تمام شریعت کی توضیح و تشریح کر دی جو ان کے واسطے مقرر کی تھی۔

لیبین لھم ای لیوضح لھم ما امر اللہ من الشریعۃ التی شرعھا لھم فتح البیان ص۲ جلد ۵

اور جس آیت میں خود قرآن مجید کو تبیان کہا گیا ہے اس کی تفسیر میں فتح البیان میں کہا ہے

ومعنی کونہ تبیانا لکل شئی ان فیہ البیان البلیغ لکثیر من الاحکام والاحالۃ فیما بقی منھا علی السنۃ وامرھم باتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم فیما یاتی بہ من الاحکام وطاعتہ کما فی الایات القرآنیۃ علی ذلک وقد صح عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اوتیت القرآن ومثلہ معہ قال الکرخی

قرآن کی ہر چیز کے لئے تبیان ہونے کے یہ معنے ہیں کہ اس میں بہت سے احکام کا بیان ہے اور باقی ماندہ احکام کا سنت نبوی (حدیث) پر حوالہ اور یہ حکم ہے۔ کہ ان احکام میں لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں۔ جیسا کہ آیات قرآنیہ میں ارشاد ہے اور آنحضرت صلعم سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ آپنے فرمایا۔ کہ مجھے

اما تبیینہ فی نفس الکتاب او باحالتہ علی السنۃ لقولہ تعالیٰ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا۔ فاندفع ما قیل کیف قال اللہ ذلک ونحن نجد کثیرا من احکام الشریعۃ لم یعلم من القرآن کعدد رکعات الصلوۃ ومدۃ المسح والحیض ومقدار حد الشرب ونصاب السرقۃ وغیر ذلک (فتح البیان ص ۷۲ جلد ۲)

قرآن بھی عطا ہوا ہے اور اس کی مثل نہی۔ یعنی حدیث بہی عطا ہوئی ہے۔ کرخی نے اس آیت (زیر بحث) کے یہی معنے کئے ہیں کہ احکام یا تو خود قرآن مین بیان ہوئے ہین یا قران نے باقی کا حوالہ سنت پر کر دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے رسول جو تم کو دے لے لو۔ اس تقریر سے وہ سوال دفع ہوا کہ خدا نے یہ بات کیوں کہدی حالانکہ بہت سے احکام شریعت ہم قرآن میں نہیں پاتے جیسے رکعات نماز کی تعداد اور مسح موزہ کی مدت اور ایام حیض کی میعاد اور شراب کی حد (۸۰) اور چوری کی مقدار جسپر سزا ہوتی ہے۔ اور جلالین کے حاشیہ میں خطیب سے نقل

قولہ تبیانا لکل شیء لم یضرہا فی بعض الآیات من الخفاء فی کونہ تبیانا۔ فان المبالغۃ فی الکمیۃ دون الکیفیۃ من الروح۔ فان قیل کیف کان القران تبیانا لکل شیء۔ اجیب بان المعنی من کل شیء من امور الدین حیث کان نصا علی بعضہا واحالۃ علی السنۃ بعضہا حیث امر فیہ باتباع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وطاعتہ وقد قال قتادۃ وما ینطق عن الہوی وحثا علی قولہ تعالیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین وقد رضی رسول اللہ لامتہ اتباع الصحابۃ والاقتداء

کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ قرآن ہر چیز کا بیان ہے بعض چیزون کے مخفی ہونے کے مخالف نہیں ہے۔ یہاں مبالغہ کر کے کل کا لفظ کہنے سے مقدار اشیاء مراد ہے (یعنی لفظ کل سے کثرت مراد ہے) نہ کیفیت بیان۔ جیسے روح کہ اسکی کیفیت بیان نہیں ہوئی۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے۔ کہ قرآن کل چیزوں کا بیان کیونکر ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں کل سے وہ چیزیں مراد ہیں جو ضروریات دین سے ہیں از انجملہ بعض تو قرآن میں کہولکر بیان ہوئی ہیں اور بعض کے بیان کا حدیث پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

8N